

سحر و افطار

كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ-

(بقرہ ۱۸۸)

اللهم صل على محمد و على آل محمد افضل صلواتك و بارک و سلم انک حمید مجید۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَهًا-

(بخاری کتاب الصوم باب برکتہ السحور من غیر ایجاب حدیث 1923)

بادشاہ کے دربار میں ایک انسان جب حاضر ہوتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ دربار میں حاضری کے جو لوازمات اور آداب ہیں وہ ان کو جان لے اور پھر ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اور پھر جب وہ ان لوازمات اور آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عمل کرتا ہے تو وہ یقیناً بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزہ رکھنا فرض کیا ہے۔ اس کے لئے بھی آداب و لوازمات مقرر کئے گئے ہیں جن کے ادا کرنے سے انسان کو خیر و برکت ہی ملتی ہے۔ ان آداب میں سے سحری و افطاری بھی ہیں۔ یہ قرآن کریم کی ایک برکت ہے کہ اس نے ہمارے سامنے وقت سحر اور وقت افطار بھی رکھ دیئے۔ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیادہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

اب یہ بھی ممکن ہے کہ انسان آدھی رات کو کھالے یا بغیر سحری کھائے ہی روزہ رکھ لے۔ لیکن یہ امر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے تواتر کے ساتھ کئے گئے عمل کے خلاف ہے۔

اسلام ایسا مذہب ہے جس نے ہمیں بتایا کہ اصل چیز اتباع اور اطاعت ہے۔ جو شخص اپنے مطاع کی اپنے امام کی اطاعت کرتے ہوئے کوئی عمل کرے گا خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

اب سحری کھانے کا وقت کیا ہونا چاہئے۔ تو آج کل تو سہولیات میسر ہیں مثلاً چارٹس وغیرہ جس میں روزہ کے افطار کرنے اور کھانے پینا چھوڑ دینے کے اوقات درج ہوتے ہیں اس سے آسانی کے ساتھ اندازہ ہو جاتا ہے کہ سحری کس وقت تک کھانی چاہئے۔

صحابہ کرامؓ کس طرح سحری کھایا کرتے تھے اور کس قدر سحری کھایا کرتے تھے اس کا پتہ بھی ہمیں احادیث سے چلتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے کہ

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَأَمَّ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأُذَانِ وَالسُّحُورِ؟ قَالَ: "قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً"۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ نماز اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ تو حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ پچاس آیتوں کی تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

اور روایتوں میں بھی آتا ہے کہ صحابہ اپنے گھروں میں سحری کھایا کرتے تھے اور پھر انہیں اس بات کی جلدی ہوتی تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا کر نماز ادا کریں۔

پھر سحری کھانے کے بعد ایک اور ضروری چیز ہے وہ روزے کی نیت ہے۔ اور وہ تو سب کو معلوم ہے کہ وَبِصَوْمِ غَدٍ نُؤْتُهُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

اب افطار کی طرف چلتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے روزہ جلد افطار کرنے کا ارشاد فرمایا ہے (اس سے یہ مطلب نہیں کہ وقت سے پہلے ہی کر لیا جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ جب وقت ہو جائے تو جلدی ہی روزہ افطار کر لینا چاہئے۔) چنانچہ آپؐ نے فرمایا لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ

مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ كَمَا لَوْ كَرِهُوا رُفْعَ رُؤُوسِهِمْ فِي يَوْمِ ذِي الْحِجَّةِ لَوْ أَنَّ الْفِطْرَ كَانَ يَوْمَ ذِي الْحِجَّةِ لَمُنَّ أَهْلُ نَجْدٍ إِلَى الْفِطْرِ فَإِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الْفِطْرَ يَوْمَ ذِي الْحِجَّةِ حَبْلًا مَمْدُودًا
ما عَجَّلُوا الْفِطْرَ كَمَا لَوْ كَرِهُوا رُفْعَ رُؤُوسِهِمْ فِي يَوْمِ ذِي الْحِجَّةِ لَوْ أَنَّ الْفِطْرَ كَانَ يَوْمَ ذِي الْحِجَّةِ لَمُنَّ أَهْلُ نَجْدٍ إِلَى الْفِطْرِ فَإِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الْفِطْرَ يَوْمَ ذِي الْحِجَّةِ حَبْلًا مَمْدُودًا
بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں میں میرے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

(ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی تعجیل الافطار۔ حدیث 699)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہونے دیں۔ آپ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ ابھی تو روشنی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو روزہ افطار کر لیا کرو۔ مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہوئی ہے یا نہیں۔

(مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضاء الصوم)

روزہ کھجور، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَتُهُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَفْطِرْ عَلَى مَائٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ۔

(ترمذی باب ما يستحب عليه الافطار)

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرو کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کر لے کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

اور روزہ افطار کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللَّهُمَّ إِنِّي لَكَ صُومْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔ اے اللہ میں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں

ذَهَبَ الظَّمْأُ وَ ابْتَلَّتِ العُرْوَةُ وَ ثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَأَى اللّٰهُ۔ پیاس دور ہو گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار حدیث 2357-2358)

اور جو کوئی کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ سحرگی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بد ہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں۔ اور مشکل سے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے پکوانے کے وہ اندھیرا مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی۔ اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جاوے۔ یاد رکھو اسی مہینہ میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے موجب عمل درآمد کرنا چاہئے۔“

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 307)